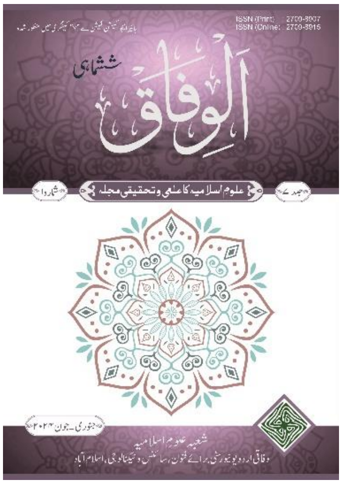

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 7, Issue 1 (January - June 2024)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code:

Article	قرآن کا تصور قوام اور مسلم خاندانی نظام The Concept of Qawwām in the Holy Quran and the Muslim Family System	Indexing
Authors	[1] Shazia Yasmin [1] Tahira Ifraq	
Affiliations	[1] Allama Iqbal Open University, Islamabad.	
Published	30 June 2024	
Article DOI	https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1.u5	
QR Code		
Citation	Shazia Yasmin and Tahira Ifraq, "قرآن کا تصور قوام اور مسلم خاندانی نظام The Concept of Qawwām in the Holy Quran and the Muslim Family System" *Al-Wifaq*, no. 7.1 (June 2024): 77–107, https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1.u5.	
Copyright Information:	The Concept of Qawwām in the Holy Quran and the Muslim Family System © June 2024 by Shazia Yasmin and Tahira Ifraq is licensed under CC BY 4.0	
Publisher Information:	Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.	

قرآن کا تصور قوام اور مسلم خاندانی نظام

The Concept of Qawwām in the Holy Quran and the Muslim Family System

شازیہ یاسمین

ایم ایس شریعہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد/ ای ایس ٹی، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول، خورد، جہلم

ڈاکٹر طاہرہ افراق

لیکچرر، شعبہ شریعہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ABSTRACT

Many Tafāsīr of the Holy Quran have been written to understand and contemplate its injunctions and guidance. The genre of contemporary Tafāsīr suggests that the solution to every problem lies in the guidance of the Quran. However, contrary to this, in creating so-called novelty and modernism, the materialistic approach has also remained central in contemporary Islamic thought. In response to criticisms from orientalists, compromises have been made, and the inclination towards pragmatism and new thinking has been emphasized, characterized by an apologetic and conciliatory attitude. These approaches have deeply influenced family life. In the context of male authority in family life, ensuring protection, respect, and ease for women is essential. Consequently, mufassirīn, translators, interpreters, jurists, and language scholars have presented various expressions to convey the width of meaning encapsulated in the term "Qawwām."

Islam has revolutionized the lives of women, granting them the status of human beings entitled to justice and fairness. The rights of wives over husbands are as essential as those of husbands over wives. Islam has liberated women, making them free and autonomous, owners of their lives and properties. The family is like a small state, and the positions of head and authority are of utmost importance. Just as someone without qualification cannot hold a high office and forceful imposition of authority can lead to the failure of that institution. Therefore, while establishing the foundation of a family, spouses need to be aware of the principles and rules of authority.

This article discusses the Quranic concept of male authority in the light of classical and contemporary tafsīr, emphasizing its modern application in the Muslim family system. Understanding the meanings and concepts of authority is crucial for both husband and wife to resolve issues in marital life, owing to its increasing challenges.

KEYWORDS

Quran, Tafāsīr, Qawwām, Muslim Family System, Woman's Authority

قرآن کا تصور قوام

ہر معاشرتی ادارے کے لیے مناصب ضروری ہیں جن میں درجہ بندی علم اور مہارتوں کی بناء پر کی جاتی ہے۔اسی طرح خاندان جیسے بنیادی ادارے میں سربراہ اور قوام کا منصب انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ فطری طور پر بھی خاندان ایک چھوٹی سی ریاست کی مانند ہے۔ جس طرح بغیر اہلیت کے کوئی شخص کسی اعلیٰ عہدے پر متمکن نہیں ہو سکتا اور اگر زبردستی براجمان کر دیا جائے تو اس ادارے کی ناکامی کا باعث بنتا ہے،اسی طرح خاندان کی بنیاد رکھتے ہوئے زوجین کو قوامیت کے اصول و قوانین سے آگاہی ضروری ہے۔ازدواجی زندگی کے بڑھتے ہوئے مسائل کے حل کے لیے میاں بیوی کو قوامیت کے معانی و مفاہیم سے آگاہ ہونا چاہیے۔ عائلی زندگی کی کامیابی کے لیے سربراہِ ادارہ کے لیے قوامیت کی مطلوبہ اہلیت اور معیار حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ قرآن کریم کے بے شمار موضوعات میں سے ایک قوّامیت ہے۔ قوّامیت کے متعلق یہ تین بنیادی آیات ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ [1]

"اور عورتوں (بیویوں) کا حق شوہروں پر ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق شوہروں کا حق بیویوں پر ہے البتہ شوہروں کو بیویوں پر ایک درجہ فضیلت ہے اور اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

اس کے بعد مزید وضاحت فرمائی گئی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا [2]

"شوہر بیویوں پر حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے بھی کہ شوہروں نے اپنا مال خرچ کرنا ہوتا ہے۔تو نیک بیبیاں (شوہروں کی) فرمانبردار ہوتی ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں اللہ کی حفاظت میں مال اور عزت کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں اور ایسی بیویاں جن کی نسبت تمہیں خوف ہو کہ سرکشی کرتی ہیں تو پہلے ان کو زبان سے سمجھاؤ اگر نہ مانیں تو پھر انہیں بستر الگ کر دو اگر اس پر بھی نہ رکیں تو ہلکا سا مارو۔ پھر اگر تمہاری بات مان لیں تو انہیں تکلیف دینے کے حیلے مت کرو۔بے شک اللہ سب سے اعلیٰ اور سب سے بڑا ہے۔"

قرآن مجید کے اردو تراجم میں مفسرین نے قوّام کے لیے حاکم، افسر، سردھرا، سرپرست، کفیل وغیرہ جیسے الفاظ کا

1۔القرآن، سورۃ البقرۃ،338:2

2۔القرآن، سورۃ النساء،34:4

استعمال کیا ہے۔ جن کا مفہوم نگرانی و محافظت لیا جاتا ہے۔ بطور نگران شوہر اپنے گھر والوں کی دینی واخلاقی تربیت کا ذمہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے حقوق کو مختلف آیات میں مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اور صورتحال کے موافق احکامات نازل فرمائے ہیں۔ عام مسلمان ان احکامات کے سمجھنے میں کمی بیشی کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ [3]

"اے ایمان والو! خود کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور تندخو اور سخت مزاج فرشتے اس پر مقرر کیے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو حکم ان کو دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو بھی حکم انہیں دیا جاتا ہے اسے انجام دیتے ہیں۔"

موجودہ سائنسی اور عقلی قوانین کے پروردہ لوگ جھوٹی شان و شوکت کے حصول کے لیے معاشرے میں فساد برپا کر دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عائلی زندگی اور صحابہ کرامؓ کے آثار میں جو اصول و قوانین اور طرز معاشرت نظر آتی ہے اسے تنقید کا نشانہ بنانے کی بنیادی وجہ موجودہ دور کے مسلمانوں کی بے عملی اور اپنے اسلاف کے طرز عمل پر کی گئی تنقید کا جواب دینے سے قاصر ہونا ہے۔ مسلمان یا تو مغرب سے مرعوب ہیں یا بے زار ہیں۔ مسلمان اپنے مسائل کا حل مغربی مفکرین کے پاس ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی فلاح کا راز قرآن و سنت کے احکام پر عمل کرنے میں پوشیدہ ہے۔ معاصر مسلم معاشرے میں لوگ قوامیت کے معانی اور مفاہیم سے واقف نہیں ہیں وہ اس کے اسباب نہیں جانتے کہ زندگی کے کن شعبوں میں قوامیتِ رجال ہے۔ نیز ان کی حدود و شرائط سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس کی حکمتیں نہیں جانتے اس لیے اس موضوع پر تحقیق کرنا ضروری ہے۔

قرآن حکیم کے احکام کی سمجھ اور غور و فکر کے لیے قرآن مجید کی متعدّد تفاسیر لکھی گئی ہیں۔ عصری اسلوب میں لکھی جانے والی تفاسیر نے ایک طرف تو یہ شعور دیا کہ عملی زندگی میں قرآن مجید کی رہنمائی زندگی کے ہر پہلو کے لیے ہے اس کو نظر انداز کرنا خود کو ناکام کرنا ہے۔ تو دوسری طرف تجدّد پسندی کے مصالحت پر مبنی منفی رجحان کی بناء پر مادی سوچ کو دینی فکر کا مرکز بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مستشرقین کے اعتراضات کے جواب میں غلامی، تعدد ازدواج، رسم پرستی، فوجداری قوانین، مادیت اور روحانیت، حلال و حرام، عورت کی ثانوی حیثیت، وغیرہ جیسے اعتراضات پر سمجھوتے اور مصالحت کے رجحان کو تجددانہ اور نئی سوچ قرار دیا جانے لگا ہے۔ اور اس تجددانہ رجحان کا مزاج خالصتاً اعتراضی و معذرت خواہانہ ہے۔ ان دو مناہج نے عائلی زندگی پر گہرے اثرات مرتّب کیے ہیں۔ اس لیے موضوع زیر نظر کے بارے میں علمی و فکری بحث کی ضرورت ہے۔ عائلی زندگی میں مرد کی حاکمیت کے پیشِ نظر عورت کا تحفّظ، احترام اور آسانی پیدا کرنا ہے۔ اللہ کریم نے قرآن مجید میں اس اہم

3۔ القرآن، سورۃ التحریم، 66:6

معاشرتی ادارے کے سربراہ کا تعیّن بھی خود ہی کر دیا ہے۔ الرّجالُ قوّامُونَ عَلَی النِّسَاءِ یعنی شوہر بیویوں پر قوّام ہیں۔ چنانچہ مترجمین و مفسّرین کرام، فقہاء و مجتہدین دین اور اہلِ لغات نے قوّام کے معنی میں موجود وسعت کو مختلف الفاظ میں پیش کیا ہے۔ اُردو زبان کا لفظ قوّامیت بھی قرآن مجید میں موجود لفظ قوّام سے لیا گیا ہے۔ قوّام کا مادہ ق و م ہے۔ اسی طرح النساء کا لفظ سورۃ الاحزاب میں بھی ازواج کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یَانِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ[4]

1.1۔ قوامیت کے معانی و مفاہیم منتخب مفسرین کی تفاسیر کی روشنی میں

• تفسیر الجصاص میں 'قوامون' کی تفسیر

امام جصاصؒ مرد کی اپنی بیوی پر قوامیت کی صورت یہ بیان کرتے ہیں:

"قَوَّامُونَ عَلَى النِّساءِ قِيامُهُمْ عَلَيْهِنَّ بِالتَّأْدِيبِ وَالتَّدْبِيرِ وَالْحِفْظِ وَالصِّيانَةِ ... الْآيَةُ عَلَى مَعَانٍ أحدها"[5]

یعنی مرد کی قوامیت کی صورت یہ ہے کہ وہ بیوی کی حفاظت، نگرانی، ضرورت پوری کرنے، تادیب کرنے اور اچھی حالت میں رکھنے کا ذمہ دار ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عقل و رائے میں مرد کو عورت پر برتری دی ہے مزید یہ کہ وہ عورت کے اخراجات کا کفیل ہے۔ آیت مبارکہ متعدد معانی پر دلالت کرتی ہے۔

• تفسیر احکام القرآن الکیاہراسی میں 'قوامون' کی تفسیر

الکیاہراسیؒ لکھتے ہیں:

"قوامون: مفردها قوام، وهو القائم بالمصالح، والتدبير، والتأديب" [6]

"قوّامون کا واحد قوام ہے اور وہ مصالح، مدبر اور تادیب کرنے والا ہوتا ہے۔"

• المحرّر الوجیز میں 'قوامون' کی تفسیر

ابن عطیہؒ لکھتے ہیں:

"وهو من القيام على الشيء والاستبداد بالنظر فيه وحفظه بالاجتهاد، فقيام الرجل على النساء هو على هذا الحد، وتعليل ذلك بالفضيلة والنفقة يقتضي أن للرجال عليهن استيلاء

4۔ القرآن، سورۃ الاحزاب، 32:33

5۔ احمد بن علي ابو بکر الرازي الجصاص، احکام القرآن، محقق: محمد صادق القمحاوی (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1405ھ)، 148/3

6۔ ابوالحسن علي بن محمد بن علی الطبري الکیاہراسي الشافعي، أحکام القرآن، محقق: موسی محمد علي و عزۃ عبد عطیۃ، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1405ھ)، 448/2

وملكا ما" [7]

ابن عطیہؒ نے قوام کا معنی کسی چیز کی حفاظت پر مامور ہونے، اس کی نگرانی و دیکھ بھال کی ممکنہ حد تک کوشش کے طور پر کیا ہے۔ مردوں کی عورتوں پر سربراہی ایک حد تک ہے۔ جس کی علت فضیلت اور نفقہ بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ مردوں کی اس صلاحیت کا مطلب عورت پر ملکیت قائم کرنا نہیں ہے۔

قوامیت کی درج بالا تعریفوں کی رُو سے شوہر کو ولایت اور نگرانی کا حق اس لیے حاصل ہے کہ اسے فضیلت دی گئی ہے۔ غلبہ و قہر کی وجہ سے نہیں اور تادیب کا حق اصلاح اور اوامر و نواہی سکھانے کے لیے ہے۔ ملکیت کا حق جتانے کے لیے نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مفسرینِ قرآن نے قوامیت کو مثبت اور تعمیری انداز میں بیان کیا ہے جس سے بیوی کی اصلاح مطلوب ہے۔ اور اس کی عزت نفس کا بھی دھیان رکھا ہے۔ مزید یہ کہ عورت کی اصلاح سے اچھی نسلیں پروان چڑھیں گی۔

- **تفسیر بغوی میں 'قوامون' کی تفسیر**

تفسیر بغوی میں سورۃ النساء کی آیت 34 کا شانِ نزول اسباب النزول للواحدي سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ سعد بن ربیع اور ان کی بیوی حبیبہ بنت محمد بن مسلمہ کے درمیان ان کی طرف سے کسی نافرمانی پر جھگڑے میں تھپڑ مارنے پر نازل ہوئی۔ وہ اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئیں تو آپؐ نے فرمایا: لِتَقْتَصَّ مِنْ زَوْجِهَا، فَانْصَرَفَتْ مَعَ أبيها لتقتصّ منه۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أَرَدْنَا أَمْرًا وَأَرَادَ اللَّهُ أَمْرًا، وَالَّذِي أَرَادَ اللَّهُ خَيْرٌ [8]

امام بغویؒ مرد کی قوامیت کے مختلف پہلو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "مرد عورتوں کی تادیب کرنے پر مسلط ہیں۔ قوام قیم سے ابلغ ہے۔ قوام ایسا شخص ہوتا ہے جو ایسے دینی و دنیاوی مصالح کے لیے قائم ہو جن میں تدبیر و تادیب پائی جائے۔ نیز مرد کی قوامیت کی مختلف صورتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبوت، عقل، دین، ولایت، گواہی، جہاد، جمعہ اور دیگر نمازوں کی باجماعت ادائیگی، دیت میں قوی ہونے، میراث میں زیادہ حصہ ہونے، مہر و نان و نفقہ کی ادائیگی کے علاوہ فضیلت نکاح کو بیان کیا ہے کہ مرد تو بیک وقت چار عورتیں نکاح میں رکھ سکتا ہے جبکہ عورت ایک وقت میں صرف ایک شوہر کے نکاح میں رہنے کی پابند ہے۔ طلاق میں فضیلت یعنی

7۔ ابو محمد عبد الحق بن غالب بن عبد الرحمن بن تمام ابن عطیہ الأندلسي، المحرر الوجیز في تفسیر الكتاب العزیز، محقق: عبد السلام عبد الشافي محمد (بیروت: دار الكتب العلمیہ، 1422ھ)، 47/2

8۔ ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی، معالم التنزیل في تفسیر القرآن / تفسیر البغوی، محقق: عبد الرزاق المهدي (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1420ھ)، 611/1

مرد کے پاس طلاق کا حق ہے۔"[9]

- **تفسیر فی ظلال القرآن میں 'قوامون' کی تفسیر**

سیّد قطبؒ کے نزدیک خاندان میں شوہر کا نگران ہونا اہم ذمہ داری ہے، جو اس کو قائم رکھنے، اس کی نگہبانی اور بچاؤ کے لیے اسے دی گئی ہے۔ قوّامون کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وجود القيم في مؤسسة ما، لا يلغي وجود ولا شخصية ولا حقوق الشركاء فيها، والعاملين في وظائفها. فقد حدد الإسلام في مواضع أخرى صفة قوامة الرجل وما يصاحبها من عطف ورعاية، وصيانة وحماية، وتكاليف في نفسه وماله، وآداب في سلوكه مع زوجه وعياله وبعد بيان واجب الرجل وحقه والتزاماته وتكاليفه في القوامة[10]

قیم یعنی شوہر کا وجود خاندانی ادارہ اور اس میں موجود افراد کی شخصیت اور ان کے حقوق کو ختم ہونے سے بچاتا ہے۔ اسلامی حدود کے مطابق اس ادارے کے اراکین کے فرائض کو بحال رکھنا، مرد کی قوامیت کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ لہذا وہ انتہائی نرمی و شفقت سے پرورش و نگہداشت، کھانے پینے اور مال کے تحفظ کے اس فرض کو پورا کرے۔ نیز اس کے ذاتی اور معاشی فرائض میں زوجہ اور اہل خانہ کے ساتھ برتاؤ کی وضاحت بھی موجود ہے جو قوام پر واجب ہے۔

سیّد قطبؒ نے مرد کی فطری خصوصیات کی بناء پر مرد کو خاندان کا نگران اور سربراہ ہونے کا حقدار کہا ہے۔ اسی طرح کنبے کے خرچ کا ذمہ دار نیز خاندان کی معاشی ضروریات کا کفیل ہونے کی حیثیت سے مرد کا مدیر ہونا ضروری سمجھا ہے۔ درج بالا دو خصوصیات کی وجہ سے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں مسلم معاشرہ میں شوہر کو قوّام قرار دیا گیا ہے۔[11]

خاندان ایک مکمل ادارہ ہے جس میں شوہر قوام اور بیوی اس کی معاون ہے۔ چونکہ ایک مدبر حاکم ہی احسن انداز سے ادارے کا انتظام چلانے کا اہل ہو سکتا ہے اور یہ کہ نااہلیت بے سکونی کا باعث بن سکتی ہے۔ دوسری طرف یہ بات بھی لازم وملزوم ہے کہ خاندانی تعلقات میں میل ملاپ، ہم آہنگی اور توازن قائم کرنا گھریلو امن کی ضمانت ہے۔

1.2۔ قوامیت کے معانی و مفاہیم منتخب معاصر مفسّرین کی آراء کی روشنی میں

- **تفسیر معارف القرآن**

مفتی محمد شفیعؒ قوّامون کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عربی میں قیم، قیام اور قوام ایسے شخص کو کہتے ہیں جو کسی کام یا

9۔ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، الفراء (متوفی: ۵۱۶ھ)، معالم التنزیل. (ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، 2015م)، 207

10۔ سیّد قطب ابراہیم حسین الشاذلی (۱۹۰۶-۱۹۶۶ء)، فی ظلال القرآن، (البیروت: دار الشروق القاہرہ، 1412ھ)، 527/2

11۔ سیّد قطب ابراہیم حسین الشاذلی، فی ظلال القرآن، مترجم: معروف شاہ شیرازی (لاہور: ادارہ منشوراتِ اسلامی، دین محمد پرنٹرز، 1997ء)، 75/2

نظام کو چلانے والا یا اس کا ذمہ دار ہو، اسی لیے عام طور پر قوّام کا ترجمہ حاکم کیا گیا ہے، مرد عورتوں پر حاکم ہونے سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ عقلاً اور عرفاً اجتماعی نظاموں کے لیے ضروری ہے کہ کوئی سربراہ، امیر یا حاکم موجود ہو جو اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں فیصلہ کر سکے۔[12] اس لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مرد کو خاندان کا سربراہ مقرر فرمایا ہے۔ اس کی دلیل میں وہ قرآن مجید سے دو آیات کا حوالہ دیتے ہیں۔

پہلی دلیل: وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ[13] "مردوں کو عورتوں پر درجہ فضیلت حاصل ہے۔"

اس بیان میں حکمت پوشیدہ ہے کہ مردوں کی یہ برتری عورتوں کی شان میں کمی اور نقصان کے لیے نہیں بلکہ اس میں ان کے لیے منفعت اور مصلحت ہے۔

دوسری دلیل: الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ[14] "مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔"

یعنی عورتوں اور مردوں کے حقوق تو برابر ہیں لیکن مردوں کو حاکم ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔[15]

- **تفسیر تفہیم القرآن**

سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ سورۃ النساء: ۳۴ میں قوام کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"قوام یا قیّم ایسا شخص ہوتا ہے جو کسی فرد، ادارہ، یا نظام کے معاملات کو صحیح طریقے سے چلانے والا، اس کی نگہبانی و حفاظت کرنے والا اور اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہو۔"[16]

مولانا مودودیؒ کے نزدیک کسی بھی ادارے میں انتظامی، حفاظتی اور ضروری امور کی ذمہ داری نبھانے کا کام ہوتا ہے۔ اور ایسی ذمہ داری نبھانے والے کو قوّام یا قیّم کہتے ہیں۔ اور فضیلت کا یہ معیار اردو زبان کے الفاظ شرف، کرامت یا عزت کے معنی میں استعمال نہیں ہوئے بلکہ انسان کی بطور مرد طبعی صنفی خصوصیّات اور قوتوں کی وجہ سے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ عورت فطرتاً کمزور مخلوق ہے، اس کو مرد کی حفاظت اور خبر گیری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح خاندانی نظامِ زندگی میں مرد ہی قوّام ہیں۔[17]

12۔ مفتی محمد شفیعؒ عثمانی، معارف القرآن، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2008ء)، 2/395-396

13۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 2:228

14۔ القرآن، سورۃ النساء، 4:34

15۔ محمد شفیعؒ، معارف القرآن، 2/396

16۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، تفہیم القرآن، (لاہور: ترجمان القرآن، 1972ء)، 1/349

17۔ مودودیؒ، تفہیم القرآن، 1/349

- **تفسیر مفہوم القرآن**

غلام احمد پرویز مفہوم القرآن میں ''قوامون'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جہاں تک فطری فرائض کا تعلق ہے مردوں اور عورتوں کی بعض صلاحیتوں میں فرق ہے۔ کہیں مردوں کو اور کہیں عورتوں کو برتری حاصل ہے۔ ان فرائض کی تکمیل کرتے ہوئے عورت بیشتر وقت کے لیے کسب معاش سے معذور ہو جاتی ہے اور اسکی ضروریات کا کفیل مرد ہوتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس سے مرد کو خاص حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ حقوق اور فرائض میں مرد و زن برابر ہیں۔"[18]

درج بالا بیان سے واضح ہوتا ہے کہ مفہوم القرآن کے مصنف نے مرد وزن کی فطری صلاحیتوں کو فطری فرائض کا نام دیا ہے۔ نیز عورت فطری فرائض کی انجام دہی کے وقت کسبِ معاش سے معذور ہو تو اس کی ضروریات کا کفیل مرد ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس خاص صورت میں کفالت سے مرد کو خاص حقوق حاصل نہیں ہو جاتے بلکہ حقوق وفرائض برابر رہتے ہیں۔ اس سے یہی بات اخذ ہوتی ہے کہ عام صورتِ حال میں مرد وزن کے فطری فرائض بھی برابر ہو گئے۔ چنانچہ دونوں اپنا اپنا بوجھ اٹھالیں۔

- **تفسیر تیسیر القرآن**

تفسیر تیسیر القرآن میں قوام کی تفسیر کرتے ہوئے عبد الرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں:

"قوامون کے معانی سربراہ، منتظم اور سرپرست کے ہیں۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی دوسرے کی تمام تر معاشی و معاشرتی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی اہلیت وصلاحیت رکھے۔"[19]

مولانا کے نزدیک مرد وعورت کی مساوات دنیاوی اعتبار سے ہے۔ وہ میاں بیوی دونوں کو سربراہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انتظامی اعتبار سے مرد قوّام ہے۔ یعنی بیوی امورِ خانہ داری کی سربراہ ہے جبکہ شوہر گھر کے اندرونی اور بیرونی امور کا سربراہ ہے۔ اسی لیے رجوع اور طلاق کا حق بھی شوہر کے پاس ہے۔[20] اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اسی طرح بیوی اپنے شوہر کے گھر اور اولاد پر حاکم ہے لہٰذا اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔[21]

18۔ غلام احمد پرویز (۱۹۰۳۔۱۹۸۵ء)، مفہوم القرآن، (لاہور: طلوع اسلام ٹرسٹ، س ن)، 188/1

19۔ عبد الرحمن کیلانیؒ، تیسیر القرآن، (لاہور: مکتبہ السلام، 1432ھ)، 396/1

20۔ عبد الرحمن کیلانیؒ، تیسیر القرآن، 396/1

21۔ أبو عبد اللہ محمد بن إسماعیل بخاري، صحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422)، کتاب الاحکام، باب: اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

- **تفسیر تدبر القرآن**

مولانا امین احسن اصلاحی ''قام علیٰ'' کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب 'قام' کے بعد 'علیٰ' آئے تو اس کے معانی میں محافظت، نگرانی، کفالت اور تولیت کا پہلو اجاگر ہوتا ہے۔[22] یعنی قوّامون کے اندر برتری اور کفالت و تولیت دونوں مفاہیم موجود ہیں۔

- **تفسیر ضیاء القرآن**

محمد کرم شاہ الازہریؒ سورۃ النساء:34 کے ترجمہ و تفسیر میں لکھتے ہیں:

"مرد عورتوں (بیویوں) پر محافظ و نگہبان ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے۔"[23]

محمد کرم شاہؒ نے ضیاء القرآن میں سورۃ النساء کی آیت مبارکہ 34 کی تفسیر میں قوّام کا معنی تفسیر قرطبیؒ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ عربی میں قوام کسی چیز کی نگہبانی و حفاظت کرنے والے اور ضروریات مہیا کرنے والے اور اصلاح و درستگی کے ذمہ دار شخص کو کہتے ہیں۔[24]

محمد کرم شاہ الازہریؒ گھر کو ایک ریاست سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور اس اہم ادارے کا نظام چلانے کے لیے مرد کو محافظ، نگران، فوج کا کمانڈر، مملکت کا فرماں روا اور حاکمِ اعلیٰ قرار دیتے ہیں۔ جو گھریلو زندگی کی تمام ضروریات کا کفیل، خوشحالی اور سکون و اطمینان کا ذمہ دار ہے۔ کیونکہ ماں اور باپ میں سے باپ ہی ذمہ داری کا بوجھ اُٹھانے کی صلاحیّت رکھتا ہے اس لیے قرآنِ حکیم نے یہ ذمہ داری باپ کو سونپ دی ہے۔

مندرجہ بالا بحث کے بعد پیر محمد کرم شاہؒ نے اس بات کی وضاحت بھی فرما دی ہے کہ انتظامی امور کے ساتھ بیوی کے حقوق شوہر پر اسی طرح واجب ہیں جس طرح شوہر کے حقوق بیوی پر واجب الادا ہیں جو قرآن مجید میں ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾[25] کے الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں۔ نیز قربِ الٰہی کے دروازے دونوں صنفوں مرد و زن پر مساوی طور پر کھلے ہیں۔ اس کے باوجود یہ سمجھنا کم عقلی کی دلیل ہے کہ بیوی کے گلے میں شوہر کی غلامی کا پھندا ڈال دیا گیا ہے۔ حقیقت

وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ، حدیث: 6719، 2611/6؛ أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري، صحيح مسلم، محقق: محمد فؤاد عبد الباقي (بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1955)، کتاب الامارۃ، باب فضيلة الامير العادل، حدیث: 1829، 1459/3

22۔ امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 2009)، 291/2

23۔ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ، تفسیر ضیاء القرآن، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2018ء)، 341/1

24۔ الازہریؒ، تفسیر ضیاء القرآن، 341/1

25۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 2:228

میں اسلام نے بیوی کو گھر میں نمایاں مقام عطا فرمادیا ہے۔ جس کی مثال نہیں ملتی۔[26]

- **تفسیر تبیان القرآن**

علامہ غلام رسول سعیدیؒ سورۃ النساء کی آیت مبارکہ 34 کی تفسیر میں لفظ "قوّام" کا معنی المفردات، لسان العرب اور روح المعانی کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

محمد راغب اصفہانی کے نزدیک لفظ "قوام" کے معانی کسی چیز کی حفاظت اور اس کو قائم کرنے والا شخص کے ہیں۔[27]

ابن منظور افریقی کے مطابق شوہر بیوی کا قوام ہے۔ کیونکہ وہ عورت کی ضروریات کو پوری کرنے کے ساتھ تمام خرچ برداشت کرنے والا ہوتا ہے۔[28]

روح المعانی میں سیّد محمد آلوسی حنفیؒ کی رائے میں قوامیت رجال کا مفہوم اس طرح ہے جیسے حاکم اپنی عوام پر احکام کا نفاذ کرتا ہے اسی طرح شوہر اپنی بیویوں پر احکام کا نفاذ کرتے ہیں۔ نیز مردوں پر عورتوں کی فضیلت حاصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبوت و رسالت، امامت و حکومت، اذان و اقامت اور تکبیرات تشریق وغیرہ ایسے امور ہیں جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔[29]

غلام رسول سعیدیؒ نے عورت کی حاکمیت کے عدم جواز میں احادیث اور فقہاء کی آراء بھی نقل کی ہیں۔

سورۃ النساء کی آیت مبارکہ ۳۴ کی تفسیر میں مفسرین نے مرد کی حکمرانی کی بات کی ہے اور گھر کے انتظام کے ساتھ ساتھ حکومتی اختیار کی بات بھی کی ہے۔ جبکہ آیت مبارکہ کے سیاق میں دیکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ عورت اگر وراثت کی حقدار ہے تو اپنے رشتے داروں کی حد تک ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مرد کی قوامیت کی بات کی دو وجوہات واضح طور پر بیان فرمادی ہیں؛ پہلی یہ کہ اللہ نے مردوں کو بڑائی دی ہے دوسرے وہ اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں۔ تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ مرد سے مراد شوہر ہیں کیونکہ ہر مرد نہ تو ساری عورتوں کا ذمہ دار ہے اور نہ ہی ہر عورت پر حکمرانی کر سکتا ہے۔ اس لیے مرد کی عمومی حکمرانی کا تعلق محض اس کی اپنی ذات سے وابستہ ہے۔ اور قوامیت کا تعلق اس کی ذاتی خانگی زندگی تک ہے۔ وہ محض اپنے گھر کی سلطنت کا قوام اور ذمہ دار ہے۔

قوامیت کی اصطلاح خاص طور پر زوج اور زوجہ کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ گھر یا خاندان کا متولی، سربراہ، نگران اور رہنما بھی ہوتا ہے، مزید یہ کہ ہر مرد ہر عورت پر قوام نہیں ہے بلکہ مرد صرف اپنے زیر کفالت عورتوں کے لیے قوّام ہیں، جن کی پرورش یا خرچ کی ذمہ داری اٹھا رہے ہیں۔

26۔ الازہریؒ، تفسیر ضیاء القرآن، 342-341/1

27۔ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی: ۵۰۲ھ)، المفردات الفاظ القرآن، (ایران: مطبوعہ المکتبۃ المرتضویۃ، 1342ھ)، 416

28۔ ابن منظور جمال الدین محمد بن مکرم افریقیؒ (متوفی: ۷۱۱ھ)، لسان العرب، (قم، ایران: مطبوعہ نشر ادب الحوذۃ، 1405ھ)، 503

29۔ سید محمود آلوسیؒ (متوفی: ۱۲۷۰ھ)، روح المعانی، (بیروت: مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، س ن)، 23/5

مفسرین کرامؒ کی آراء کی روشنی میں قوامیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کا مقصد مردوں کو ان کے مقام و مرتبہ کا احساس دلانا ہے کہ معاشرے کی اصلاح ان کے ذمہ ہے جس کی عملی صورت تب ہی ممکن ہے جب معاشرے کی بنیادی اکائی یعنی گھریلو زندگی کو بہتر انداز سے چلایا جائے، چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کا احترام، ضروری اخراجات کو برداشت کرنا، دینی و دنیوی امور کو بخوبی سرانجام دینا ہی معاشرے کی اصلاح کی کلید ہے۔

اردو مفسرین نے قوامیت کے مفہوم کی وضاحت میں تقریباً انہی امور کا ذکر کیا ہے جو عربی مفسرین نے بیان کیے ہیں البتہ ان مفسرین میں سے اکثر کا منہج تفصیلی اور بیانی ہے۔مولانا مودودیؒ کے بیان کردہ قوامیت کے مفہوم میں بہت سے اعتراضات جو مرد کی برتری کے حوالے سے کیے جاتے ہیں، رفع ہو جاتے ہیں۔ مرد کو قوام بنانے کا مفہوم یہ ہے کہ فضیلت کا یہ معیار اردو زبان کے الفاظ شرف، کرامت یا عزت کے معنی میں استعمال نہیں ہوئے بلکہ انسان کی بطور مرد طبعی صنفی خصوصیّات اور قوتوں کی وجہ سے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ عورت فطرتاً کمزور پیدا کی گئی ہے اس لیے اس کو مرد کی حفاظت اور خبر گیری میں ڈال دیا گیا ہے۔

جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عورت کے لیے مرد کو قوّام بنا دیا ہے۔ اس لیے محض دنیاوی مقاصد کے لیے نسائیت پسند تحریک کا آلہ کار بننا مرد و عورت کے لیے اللہ کی نازل کردہ صریح نص کی خلاف ورزی ہو گی۔ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے متعدد قرآنی سورتوں میں مرد و عورت کے حقوق متعین فرما دیئے ہیں۔ اس میں نہ تو مرد کو اجازت ہے کہ آیت مبارکہ سے اپنی مرضی کا مفہوم نکال کے بلا وجہ عورتوں کو تنگ کریں اور نہ ہی عورتوں کو بلا وجہ پریشان ہونے کی ضرورت ہے کہ ہمارے حقوق میں کوئی کمی آگئی ہے بلکہ اس سے ایک تو عورت کی ذمہ داری میں کمی آئی ہے دوسرے شوہر کی ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔

2۔زوجات پر قوامیت رجال کے اسباب

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے شوہر کو قوام بنایا اور بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

"شوہر اپنی بیویوں پر قوام ہیں' اس لیے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس لیے کہ شوہر اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔"[30]

قوامیت کے حکم سے پہلے میراث کے حصوں کی تقسیم کا حکم نازل کیا گیا جس میں خواتین کے حصے میں کمی کو مختلف نقطہ نظر سے دیکھا گیا؛ قرونِ اولیٰ میں اسے اجر و ثواب میں کمی سمجھا گیا اور میراث میں مردوں کے دوگنا حصے سے مرد و زن میں فرق ظاہر ہوا جس پر ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے آقا کریمؐ سے اپنی خواہش ظاہر کی کہ کاش خواتین بھی مردوں کی طرح

30۔القرآن، سورۃ النساء، 34:4

جہاد میں حصہ لیتیں تو انہیں عبادات اور اعمال میں مکمل حصہ ملتا، اس طرح جہاد میں شرکت کی خواہش کا جواب سورۃ النساء کی آیت مبارکہ میں دیا گیا اور ثواب کی خواہش کے جواب میں یہ آیت قرآنی نازل کی گئی ہے:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ۔۔۔ الخ[31]

"اور اس چیز کی ہوس مت کرو، جس میں تم میں سے بعض کو بعض پر اللہ نے فضیلت دی ہے، مردوں کے لیے ان کاموں کا حصہ (اجر) ہے جو انہوں نے کیے اور عورتوں کے لیے ان کاموں کا حصہ (اجر) ہے جو انہوں نے کیے ہیں۔"

اس کے علاوہ ایک صحابیہؓ نے شہادت میں مردوں کی نسبت عورتوں کی آدھی گواہی کا مسئلہ اجاگر کیا، تو سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۴ میں مردوں کی عورتوں پر فضیلت کی بجائے شوہروں کی بیویوں پر فضیلت کے پہلو کو بیان کر کے معاشرتی نظام کی بنیاد کو مضبوط بنایا گیا ہے۔

- **تکلیف للزوج و تشریف للزوجة**

قوامیت سے مراد زوجہ پر قوام ہونا ہے یعنی ولایت کے تحت شوہر کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے لیے کھانے پینے وغیرہ کا انتظام کرے اور دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے فرائض انجام دے۔ قوامیت زوج کو تکلیف للزوج و تشریف للزوجة بھی کہا جاتا ہے۔ استمتاع کو جائز قرار دے کر عقد نکاح کو پختہ عہد قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ النساء میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ۔۔۔ الخ۔[32]

"اور تم کیونکر واپس لو گے اس مال کو جب کہ تم (خلوت میں) ایک دوسرے کے ساتھ مل چکے ہو اور وہ تم سے پختہ یثاق لے چکی ہیں۔"

- **بیویوں کے حقوق کا تحفظ**

علامہ جصاصؒ لکھتے ہیں:

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ۔۔۔ الخ[33]

"اور اگر تم ایک زوجہ کی جگہ دوسری بدلنا چاہو تو اگر تم نے اسے مال کا خزانہ بھی دیا ہوا ہو تو اس میں سے کوئی بھی چیز واپس نہ لینا۔"

31۔ القرآن، سورۃ النساء، 32:4

32۔ القرآن، سورۃ النساء، 21:4

33۔ القرآن، سورۃ النساء، 20:4

یہاں یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ بد سلوکی شوہر کی طرف سے ہو رہی ہو تو پہلی بیوی کا یہ حق شریعت نے تسلیم کیا ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ۔۔۔ الخ[34]

"بیویوں میں عدل کرنے کی استطاعت تمہارے اندر نہیں ہے، تم یہ کرنا بھی چاہو تو نہیں کر سکتے اس لیے قانونِ الٰہی کی رضا کے لیے یہی کافی ہے کہ تم ایک طرف ہی نہ مائل ہو جاناکہ دوسری کو لٹکتا چھوڑ دو۔"

اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ بیویاں آپس میں دوسری بیویوں کی طرح حقوق کا مطالبہ تو کر سکتی ہیں لیکن وہ صنف مخالف جیسے حقوق کا مطالبہ کریں تو یہ خلافِ فطرت اور خلافِ عقل ہے۔

فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ[35]

"(کسی بیوی کو طلاق دینے کے بعد) تم اس کام میں مداخلت نہ کرو کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیں جس پر وہ دونوں رضامند بھی ہوں۔"

یہاں یہ حکم بھی مراد ہو سکتا ہے کہ شوہر کا کسی بیوی کی طرف میلان نہیں رہا تو اسے طلاق دے کر کسی اور سے نکاح کرنے سے روکنے کی وجہ بھی نہ بنے۔

ان وجوہات کی وجہ سے شوہر کو ذمہ دار بنایا گیا ہے تاکہ بیویوں کے حقوق کا تحفظ ممکن بنایا جا سکے۔

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ۔۔۔ الخ[36]

"اور اگر تمہیں ان کی طرف سے نافرمانی کا خدشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان کو ان کی خواب گاہوں میں اکیلا چھوڑ دو، اور ان کو (تادیب کے لیے ہلکا سا) مارو پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے خلاف کوئی راہ تلاش نہ کرو۔"

اس آیت کی رُو سے شوہر کو نافرمان بیوی پر ایک درجہ یہ مل گیا کہ نافرمان بیوی کو نصیحت کرنے کا اختیار بھی شوہر کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دے رکھا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ دین اسلام میں دیئے گئے عائلی اصول و ضوابط انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں، انسانی فطرت میں فضائل و رذائل کے لحاظ سے ہر طرح کی خصوصیات موجود ہیں اس لیے منفی رویوں کو سدھارنے کے اصول بھی ہیں اور مسلّمہ اصول بھی ہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو فطرت پر تخلیق کیا ہے اگر کوئی اپنی فطرت کے خلاف عمل کرتا تو اسے سدھارنے کے اصول ہونا ہی معاشرتی امن کا ضامن ہے۔

34۔ القرآن، سورۃ النساء، 129:4

35۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 232:2

36۔ القرآن، سورۃ النساء، 34:4

- **بیوی کی حفاظت، نگہبانی، دیکھ بھال اور تادیب**

شوہر بیویوں پر اس لیے قوامیت رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر برتری دی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ (شوہر) بیویوں کا خرچ برداشت کرتے ہیں۔ بیوی کا نفقہ یعنی کھانا، لباس اور رہائش شوہر پر واجب ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً[37] "اور بیویوں کو ان کے حق مہر خوشی سے ادا کرو۔"

امام جصاصؒ مرد کی اپنی بیوی پر قوامیت کی صورت یہ بیان کرتے ہیں:

"قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ قِيَامَهُم عَلَيْهِنَّ بِالتَّأْدِيبِ وَالتَّدْبِيرِ وَالْحِفْظِ وَالصِّيَانَةِ لِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ الرَّجُلَ عَلَى الْمَرْأَةِ فِي الْعَقْلِ وَالرَّأْيِ وَبِمَا أَلْزَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الْإِنْفَاقِ عَلَيْهَا"[38]

یعنی کہ مرد کی قوامیت کی صورت یہ ہے کہ وہ بیوی کی حفاظت، نگرانی، ضرورت پوری کرنے، تادیب کرنے اور اچھی حالت میں رکھنے کا ذمہ دار ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عقل و رائے میں شوہر کو زوجہ پر فضیلت دی ہے مزید یہ کہ وہ عورت کے اخراجات کا کفیل ہے۔ آیت مبارکہ متعدد معانی پر دلالت کرتی ہے۔ (جیسے شوہر کو بیوی پر رتبے میں افضلیّت حاصل ہے۔ بیوی کی حفاظت، نگہبانی، دیکھ بھال اور تادیب مرد کی ذمہ داری ہے۔

- **عقدِ نکاح**

امام جصاصؒ احادیثِ نبویہ کی رو سے شوہروں کی فضیلت کو اجاگر کرتے ہوئے حج کے خطبہ میں موجود بیویوں کے حقوق اور شوہروں کی ذمہ داریوں بیان کرتے ہیں۔ شوہر کے مال میں سے صدقہ کرتے ہوئے بھی شوہر کی اجازت ضروری ہے، شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھ سکتی ہے، اپنی شخصیت میں شوہر کی پسند کے مطابق نکھار پیدا کرے، (بھلائی کے کاموں میں اور گھریلو امور میں) شوہر کا حکم مانے، شوہر کے مال (ظاہری اور معنوی) کی حفاظت کرے، سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۴ سے علامہ جصاص یہ استدلال پیش کرتے ہیں کہ شوہروں پر بیویوں کے نان و نفقہ کے حقوق اس طرح لازم ہیں کہ اگر شوہر انہیں ادا نہ کر سکے تو زوجین میں علیحدگی کرا دینی چاہیے۔ اس طرح حقوق کے واجب ہونے کے لحاظ سے زوجین کے حقوق میں برابری پائی جاتی ہے، کیونکہ عقدِ نکاح کی وجہ سے مہر اور نفقہ واجب ہوا ہے اگر وہ یہ ادا نہیں کر سکتا تو اسے عقد ختم کرنا ہوگا، اس لیے بھی کہ مہر و نفقہ کے بعد شوہر اپنی زوجہ پر قوامیت کا درجہ حاصل کرتا ہے، نکاح کے بعد ہی شوہر کی حیثیت سے اسے حقوق ملتے ہیں، نکاح کی وجہ سے بیوی کی ذمہ داری شوہر پر عائد ہو گئی، نکاح کی وجہ سے بیوی پر برتری حاصل ہوئی، وظیفہ زوجیت بھی نکاح کا متقاضی ہے نفقہ کا نہیں، محض رقم دے کر کوئی بھی تعلق قائم نہیں کیا جا سکتا جب تک عقد نکاح کا وسیلہ اختیار نہ کیا جائے۔

37۔ القرآن، سورۃ النساء، 4:4

38۔ الجصاص، احکام القرآن، تحقیق، قمحاوی، 148/3

اس طرح عقد نکاح کو قبول کر کے بیوی نفقہ کی حقدار بن گئی اور شوہر بیوی کی ذات کا مالک بن گیا، اس طرح ملکیت کا مثل واجب ہو گیا، اس طرح مثل بضع اس کی قیمت ہے جو مہر مثل ہے، اس کی وضاحت میں آیت سے استدلال پیش کرتے ہیں:

فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ۔۔۔ الخ [39]

"جو شخص تم پر جتنی زیادتی کرے، اس پر تم اتنی ہی زیادتی کرو، جتنی وہ کر چکا ہے۔"

یعنی ایسی چیز کے بدلے ملکیت حاصل ہوئی جس کا اس کی جنس میں کوئی مثل نہ ہو، اس طرح مثل بضع، مہر مثل ہے۔ اسی طرح لڑکی کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر باطل قرار دیا گیا ہے اور اگر تعلق بھی قائم ہو گیا تو مہر مثل ہر صورت میں واجب الادا ہو گا۔

- **نکاح کا مقصد حصار، قوامیت اور محافظت**

الکیاہراسی لکھتے ہیں کہ سورۃ البقرۃ میں زوج کے درجہ کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں شوہروں کی قوامیت کا حکم بھی نازل فرمادیا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ نفقہ کی وجہ سے شوہر کو محافظ بنایا گیا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر وہ نفقہ نہیں دے سکتا تو وہ اس کا محافظ بھی نہیں ہے کیونکہ یہ بند ھن پر گوشت کی مانند ہے، یعنی جس طرح گوشت کو لکڑی وغیرہ پر رکھ کر زمین یعنی مٹی سے محفوظ کیا جاتا ہے، یہ اس چیز کی طرح ہے جس کے لیے دیکھ بھال، حفاظت اور قلعہ بندی ضروری ہے، بالکل اسی طرح بیوی کے لیے قوام ضروری ہے، وہ لکھتے ہیں کہ اس کے پاس قوامیت ہونا ضروری ہے:

"و لم يشرع النكاح إلا لتحصينها وحاجتها إلى القوام، فإذا زال هذا المعنى، فالأصل أن لا يثبت الرق على الحرة."[40]

یعنی عورت کی حفاظت اور قوامیت کے علاوہ تو نکاح مشروع نہیں ہے، اگر یہ مفہوم ختم کر دیا جائے تو اصل بنیاد یہ ہے کہ آزاد عورت پر غلامی قائم نہیں ہوتی ہے۔ اور امام شافعیؒ کا قول بھی یہی ہے کہ "لکونہ قواما علیھا، یمنعھا من الحج وصوم التطوع."، یعنی وہ (شوہر) اس (بیوی) پر قوام ہے، اسی لیے حج اور نفلی روزوں سے روکتا ہے۔[41]

سورۃ النساء کی اس آیت کی رو سے شوہر کو قوام بنایا گیا ہے اور اس پر مال خرچ کرنے کی وجہ سے اسے شوہر کی سرپرستی میں دیا اور اسے بیرونی جھمیلوں سے بچایا۔ اس طرح قوامیت کی وجہ سے شوہر کے ماتحت رکھا اور اسے بیرونی سرد و گرم سے محفوظ کر دیا۔ اسی طرح ہر جگہ خرچ کی ذمہ داری اور رکھ رکھاؤ کا معاملہ بیان کیا گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

39۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 194:2

40۔ الکیاہراسي، أحکام القرآن، 163/1

41۔ الکیاہراسي، أحکام القرآن، 163/1

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِه [42]

"صاحب حیثیت (شوہر) اپنی وسعت (استعداد) کے مطابق خرچ کرے۔"

صاحب تفسیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں خرچ کرنے کا سبب بیان کیا گیا ہے، اس لیے ضروری ہے، جیسا کہ علماء نے اس سے یہی مراد لیا ہے کہ "متى عجز عن نفقتها لم يكن قواما عليها "[43] ترجمہ: جب وہ خرچ کرنے سے عاجز ہو تو اس کا قوام یعنی ذمہ دار نہیں رہے گا تو گھر میں روکے رکھنے کا اختیار ختم ہو جائے گا اور اس میں شافعیؒ مذہب کے مطابق نکاح فسخ ہو جائے گا، کیونکہ اگر وہ اس کی سرپرستی کرنے اور اسے قید کرنے سے الگ ہو جائے تو نکاح سے استثنیٰ کا مقصد ٹوٹ جاتا ہے۔ نکاح کا مقصد شافعی مکتب فکر کے مطابق "لأنه إذا خرج عن كونه قواما عليها، وحابسا لها، فقد أخل غرض التحصين بالنكاح "[44] ترجمہ: وہ اپنے قوام ہونے کے مقصد سے نکل جائے گا، اور اس عورت کی عزت کی حفاظت کے قابل نہیں رہا، وہ نفقہ و خرچ نہ دینے کی وجہ سے اس کی ذمہ داری ادا کرنے کے قابل نہیں رہا، اور بیوی اس کی قوامیت، سرپرستی، قلعہ بندی سے آزاد ہو جاتی ہے جو نکاح کی وجہ سے تھی کیونکہ نکاح کا مقصد حصار اور محافظت ہے ورنہ وہ شیطان کے جال اور درپیش مشکلات کا شکار ہو جائے گی۔ اور جب وہ اس کا قوام نہیں رہے گا تو اس کا عقد فسخ کرنے کا باعث بنے گا، نکاح کے معاہدہ کا مقصد ختم ہو جائے گا، جس مقصد کے لیے نکاح کا حکم ہے۔ پس فقہ شافعی میں جب کوئی شوہر نان و نفقہ نہ دے سکے تو وہ کسی بھی طرح عورت کو اپنے پاس رکھنے کا مجاز نہیں ہے۔

- **قوامیت کا سبب مال صَرف کرنا اور سرکشی کا سدباب کرنا**

سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے مرد کے قوام ہونے کا سبب اس طرح بیان کیا ہے: کیونکہ اللہ نے بعض کو بعض پر افضیلت دی ہے اور یہ فضیلت شوہروں کو اس لیے ملی ہے کہ شوہر بیویوں پر اپنا مال صَرف کرتے ہیں۔[45] اور دوسرا بیویوں کی سرکشی کو روکنے کے لیے بھی شوہر بیویوں پر قوام بنائے گئے ہیں۔

- **گھریلو ریاست کی سربراہی**

مولانا عبدالرحمن کیلانیؒ نے سورۃ النساء: ۳۴ میں شوہروں کی اپنے گھر کی عورتوں پر قوامیت کے حوالے سے درج ذیل اسباب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شوہر بیویوں پر اس لیے قوام ہیں کہ ان کی جسمانی ساخت مضبوط ہے۔ اس لیے کہ وہ مشقت طلب کام کر کے کما سکتے ہیں۔ شوہر اچھے طریقے سے اپنی ذمہ داریاں نبھا سکتے ہیں اس لیے وہ بیویوں کی ذمہ داری اٹھا

42۔ القرآن، سورۃ الطلاق، 7:65

43۔ الكيا هراسي، أحكام القرآن، 163/1

44۔ الكيا هراسي، أحكام القرآن، 163/1

45۔ مودودیؒ، تفہیم القرآن، 349/1

سکتے ہیں۔ شوہروں میں ذمہ داریاں سنبھالنے کی صلاحیت زیادہ ہے۔ مفسر کے نزدیک تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ مردوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں کارنامے سرانجام دیے ہیں لہٰذا گھر کا سربراہ مرد کو ہونا چاہیے۔

دوسرا سبب یہ بتایا کہ شوہر کے ذمہ بیوی بچوں کے معاشی اخراجات ہوتے ہیں کیونکہ شوہر سخت محنت کر سکتا ہے جبکہ بیوی کے لیے ممکن نہیں ہے اس طرح گھر کی ریاست کا سربراہ تو مرد ہے لیکن خانہ داری سے متعلق امور کی سربراہ بیوی ہے۔ اسی طرح طلاق اور رجوع کا اختیار شوہر کو تفویض کیا گیا ہے کیونکہ شوہر اپنے گھر والوں پر حاکم ہوتا ہے اس لیے اس سے ان ذمہ داریوں کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ جبکہ بیوی سے اس کے شوہر اور اولاد پر حکمرانی سے متعلق پوچھا جائے گا۔[46]

- **کفالت و تولیت**

مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے سورۃ النساء: ۳۴ کی تفسیر میں قوامون کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اس کے مادہ قام علی کی رو سے قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاءِ سے کفالت و تولیت کا مفہوم اخذ کیا ہے۔ گھر کی ریاست کا سربراہ شوہر ہے۔ اس لیے یہاں قوّامیت کی ذمہ داری شوہر پر ڈالی گئی ہے۔ کیونکہ وہ محافظت، مدافعت اور کمانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ شوہر کی یہ فضیلت کلی طور پر نہیں ہے بلکہ صرف قوّامیت کے تفوق کو ثابت کرتی ہے۔ اسی طرح بیوی کی فضیلت کے بھی پہلو بیان کر دیے ہیں اگرچہ ان کا تعلق قوامیت سے نہیں کیونکہ گھر اور بچے سنبھالنے کی صلاحیت بیوی کے اندر بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے چنانچہ میاں بیوی دونوں ہی کسی نہ کسی لحاظ سے فضیلت رکھتے ہیں۔

قوامیت کی دوسری حیثیت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کی معاشی و کفالتی ذمہ داری بھی اٹھاتا ہے۔ کیونکہ شوہر میں یہ ذمہ داری اٹھانے کی صلاحیت موجود ہے۔[47]

- **اہل و عیال کے اخراجات کی کفالت**

سورۃ النساء: ۳۴ کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہؒ کے نزدیک گھریلو زندگی کو اصول و ضوابط کے تحت لائے بغیر گھر کی مختصر و اہم ریاست کا امن و سکون تباہ ہو جائے گا اس لیے اس اہم ذمہ داری کو اٹھانے کے دو امیدوار ہیں: والد یا والدہ۔ قرآنِ کریم نے والد کو اس ذمہ داری کا اہل قرار دے کر اسے خاندانی ریاست کا قوام بنا دیا ہے۔ اور اس قوامیت کی دو خوبیاں واضح فرما دی ہیں ایک وہبی اور دوسری کسبی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ پیر محمد کرم شاہؒ نے والدین کے رشتے کو ظاہر فرما کر گھر کو ایک ایسے ادارے کی حیثیت دی ہے جس میں میاں بیوی کو بحیثیت والدین پیش کیا ہے اور گھر کی مملکت کا رئیس خاوند کو بحیثیت باپ قرار دیا ہے کیونکہ مرد اپنی بیوی کے لیے شوہر کی حیثیت سے اور اولاد کے لیے بحیثیت باپ ایک سائبان کا کردار ادا کر

46۔ عبدالرحمن کیلانیؒ، تیسیر القرآن، 1/396-398

47۔ اصلاحی، تدبر قرآن، 2/291-293

سکتا ہے۔ اور وہ جسمانی قوّت، ذہنی برتری، معاملہ فہمی اور عاقبت اندیشی میں اپنی بیوی سے زیادہ اہلیت رکھتا ہے۔ اس لیے پیر محمد کرم شاہؒ کے نزدیک اس اہلیت کو قرآن کریم نے بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ [48] میں مختصر انداز میں بیان فرمادیا ہے۔ اور دوسری خوبی اہل وعیال کے اخراجات کی کفالت، آرام وآسائش اور حفاظت وصیانت کی مکمل ذمہ داری ہے جس کا ذکر قرآنِ کریم نے ان الفاظ میں فرمایاوَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ [49] یعنی فطری وکسبی برتری کی وجہ سے شوہر ہی گھر کی ریاست کا سربراہ ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد بالکل بھی نہیں ہے کہ بیوی کو شوہر کا غلام بنادیا ہے بلکہ ماسوا انتظامی امور کے، شوہر پر بیوی کے حقوق اسی طرح واجب ہیں، جس طرح شوہر کے حقوق بیوی پر واجب الادا ہیں۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے لھن مثل الذی علیھن اسی طرح اللہ کے قرب کی راہیں دونوں صنفوں کے لیے برابر کھلی ہیں۔ اس لیے بیوی کی غلامی کا سوال ہی نہیں اٹھایا جاسکتا ہے۔ اسلام نے بیوی کو جو احترام دیا ہے اس کی مثال ملنا محال ہے۔ [50]

- ## طلاق ورجوع اور نومولود کی کفالت کا اختیار

امام جصاص کے نزدیک زوجین کو ایک دوسرے پر معروف طریقے پر حقوق حاصل ہیں، لیکن ان میں یک رنگی اور مماثلت ہو ہی نہیں سکتی ہے، وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ میں حقوق کا تفصیل سے ذکر نہیں ہے، اس آیت میں طلاق اور رجوع کا اختیار مرد کے پاس ہونے کو واضح کیا گیا ہے۔ البتہ دوسری آیات میں حقوق کا ذکر ملتا ہے جیسے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ [51] بیویوں کے ساتھ اچھے طریقے سے معاشرت اختیار کرو۔ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ. [52] یعنی (طلاق رجعی کی صورت میں) یا معروف طریقہ سے روک لیں یا اچھے طریقے سے رخصت کردیں۔ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. [53] (ماں کو طلاق کی صورت میں) نومولود بچے کا والد ان (بچوں کی ماؤں) کو (بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے) کھانا اور لباس مہیا کرے گا۔

- ## وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ کی وجہ سے شوہر کی فضیلت

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح فرمایا کہ زوجین میں سے ہر کسی کو دوسرے پر حق دیا گیا ہے لیکن ایک حق جو شوہر کو حاصل ہے وہ بیوی کو حاصل نہیں۔ یعنی شوہر کو بیوی پر ایک درجہ حاصل ہے۔ البتہ دوسرے حقوق کی تفصیل دیگر

48۔ القرآن، سورۃ النساء، 34:4

49۔ القرآن، سورۃ النساء، 34:4

50۔ الازہریؒ، تفسیر ضیاء القرآن، 342/1

51۔ القرآن، سورۃ النساء، 19:4

52۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 229:2

53۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 233:2

آیات اور احادیث میں دی گئی ہے۔ فضیلت کے باوجود شوہر پر بیوی کے حقوق کی تاکید کا ذکر ملتا ہے۔ اس آیت میں مرد کی فضیلت کے وضاحت میں مفسر نے مختلف اسباب بیان کیے ہیں جس میں سے چند اسباب ما قبل بیان ہو چکے ہیں مزید اسباب یہ ہیں کہ شوہر کو بیوی کا منتظم بنادیا گیا ہے، نفقہ کی ادائیگی کی وجہ سے بھی شوہر قوام ہے، شوہر کی اطاعت بیوی پر واجب کر کے اسے قوامیت دی گئی ہے۔ بیوی کی نافرمانی پر سرزنش کا حق شوہر کو دے کر اسے قوامیت دی گئی ہے۔ اور امام جصاص کے نزدیک نشوز پر بیوی کو مارنا بھی مباح ہے۔ شوہر کے پاس طلاق کا حق ہے وہ طلاق دے کر بیوی کو چھوڑ سکتا ہے جبکہ بیوی کو خلع کے لیے بھی شوہر سے ہی علیحدگی کا مطالبہ کرنا ہوتا ہے، چاہے عدالت کے ذریعے ہی کیا جائے۔ شوہر ایک وقت میں چار بیویاں رکھ سکتا ہے جب کہ عورت ایک وقت میں صرف ایک شخص کے ساتھ نکاح کے رشتہ میں منسلک رہ سکتی ہے۔

فضیلت کے کچھ متفرق اسباب بھی ہیں جیسا کہ میراث میں شوہر کا حصہ بیوی سے زیادہ ہے۔ شوہر جہاں رہنا اور جانا چاہے گا بیوی ادھر ہی رہے گی لیکن شوہر اپنی بیوی کی مرضی کا پابند نہیں ہے۔[54]

الکیاہراسی نفقہ کے وجوب کے لیے مرد کی قوامیت کے بارے میں لکھتے ہیں: "يقتضي وجوب حقوق لها في التحصن والنفقة والمهر" [55]الکیاہراسی کے نزدیک یہ آیت بیوی کے حصن یعنی قلعہ بندی، نفقہ اور جہیز کے لیے اس کے حقوق کے جواز کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔ صاحبِ تفسیر کے نزدیک "يقتضي أنه مفضل عليها" [56] یہ ضروری ہے کہ وہ (شوہر) اس (بیوی) کے لیے افضل ہو۔ یعنی قوامیت کے لیے درجہ فضیلت کا ہونا ضروری ہے۔

امام کشاف نے اس آیت کے تحت جو بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد و زن دونوں پر ایک دوسرے کے حقوق معروف طریقے سے لازم ہیں چاہے وہ معاشرتی حقوق ہوں یا ازدواجی۔ ہر ایک کی پاسداری دوسرے فریق پر لازم ہے۔[57]

- **وسعتِ ظرف اور برداشت کی صلاحیت**

سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۲۲۸ کی تفسیر میں ابن عطیہ نے شوہر کے درجہ فضیلت کے ضمن میں ابن عباسؓ، ضحاک، ابن زید، عامر شعبی، ابن اسحاق وغیر ھم سے روایات لی ہیں لیکن ان کے مکمل کتابی حوالے بیان کرنے سے احتراز برتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ ابن عباسؓ کی روایت کو موضوع بحث بنایا ہے۔ [58]الدرجة کے لفظ کو ابن عباسؓ کے قول کے مطابق شوہروں

54۔ الجصاص، احکام القرآن، تحقیق، قمحاوی، 2/68-71

55۔ الکیاہراسی، أحکام القرآن، 163/1

56۔ الکیاہراسی، أحکام القرآن، 163/1

57۔ ابو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد الزمخشري جار الله (المتوفی: ۵۳۸ھ)، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، (بیروت: دار الکتاب العربی، 1407ھ)، 272/1

58۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز في تفسیر الکتاب العزیز، 305/1

کو حسن معاشرت پر اکسانا اور بیویوں کے مال واخلاق میں وسعتِ ظرف ہے۔ کیونکہ برتر کو چاہیے کہ اپنی ذات کے اندر برداشت پیدا کرے۔ ابن عطیہ کے نزدیک یہ عمدہ اور خوب صورت بات ہے۔[59] جن کی تفصیل امام قرطبیؒ کے بیان کردہ مسائل میں دی گئی ہے۔

- **درجہ بمعنی قوت وصلاحیت**

امام قرطبیؒ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۲۸ کی رو سے شوہر کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں[60] کہ حقوق زوجیت میں بیویوں کے حقوق خاوندوں پر اسی طرح ہیں جس طرح خاوندوں کے اپنی بیویوں پر ہیں۔ صاحبِ تفسیر کے نزدیک شوہروں کے لیے بیویوں پر درجہ یعنی رتبہ ہے یہاں درجہ کے معانی راستے کا بلند اور بڑا حصہ، لپیٹنا، قوت کا اظہار، چلنے کی قوت وغیرہ بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح آدمی کے مرتبہ کی زیادتی کا سبب عقل، خرچ کی صلاحیت، دیت، میراث اور جہاد وغیرہ کو قرار دیتے ہیں۔ الدرجہ کا معنی داڑھی کو صحیح کی بجائے ضعیف قول قرار دیتے ہیں۔[61]

امام قرطبیؒ ابن عربی کے قول کو بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص کے لیے بہترین بات یہ ہے کہ ایسی بات کہنے سے اجتناب کرے، جو اسے معلوم نہ ہو، بالخصوص کلام اللہ کے بارے میں۔ اور خاوندوں کی اپنی بیویوں پر فضیلت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عورت کی تخلیق ہی مرد سے ہوئی ہے، پس مرد ہی اس کی اصل ہے۔[62]

شوہر کی قوامیت وبرتری کے اسباب میں نفلی عبادات کے لیے شوہر کی اجازت کا ضروری قرار دیا جانا بھی ہے۔ اسی لیے حدیث نبویؐ میں یہ تمثیل بیان کی گئی ہے کہ لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا[63] یعنی اگر غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو بیوی کو حکم ہوتا، کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ صاحب تفسیر نے الدرجۃ کے لفظ کو ابن عباسؓ کے قول کے مطابق شوہروں کو حسن معاشرت پر اکسانا اور بیویوں کے مال واخلاق میں وسعتِ ظرف قرار دیا ہے۔[64] وظیفہ زوجیت کو بھی عقدِ نکاح کے حق کے طور پر بیان کیا ہے۔ حدیث نبویؐ ہے کہ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ،

59۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، 306/1

60۔ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاري الخزرجي القرطبی (متوفی: ۶۷۱ھ)، الجامع لأحکام القرآن/تفسیر القرطبی، تحقیق: احمد البردونی، ابراهیم اطفیش (القاهرة: دار الکتب المصریة، 1964)، 123/3-125

61۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، 306/1

62۔ القاضي محمد بن عبداللہ أبو بکر بن العربي المعافري الاشبیلي المالکي، أحکام القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیة، 2003)، 256/1

63۔ أبو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجة القزوینی، سنن ابن ماجہ، محقق: شعیب الأرنؤوط (بیروت: دار الرسالة العالمیة، 2009)، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المراۃ، حدیث: 1853، 58/3

64۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، 306/1

فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ.[65] یعنی کہ ایسی عورت جس نے شوہر کے بلاوے پر اس کے پاس جانے سے انکار کیا تو طلوع صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

- **مہر دینا اور ادب سکھانا**

امام بغویؒ درجہ کے متعلق مختلف اقوال نقل کرتے ہیں، ان کے نزدیک شوہروں کا بیویوں پر ایک درجہ فوقیت مہر دینے کی وجہ سے ہے۔ اور ایک قول کے مطابق جہاد کے سبب یا عقل کے اعتبار سے، شہادت کے اختیار، زیادہ میراث، دیت کے حق، حق طلاق اور حق رجوع اس کے اسباب ہیں۔ الدرجہ کا معنی حق میں فضیلت کے معیار کو قرار دیتے ہیں۔ اپنے اہل و عیال کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی تعلیم دینا، اللہ کریم کے احکام پر عمل کرنے، معروف کو اپنانے اور برائی سے رک جانے کی تعلیم دینا، انہیں ادب سکھانا تاکہ ان کی دنیا اچھی ہو اور آخرت میں جہنم سے بچ جائیں یہ ذمہ داری بھی ایک شوہر اور والد کی حیثیت سے مرد پر عائد ہوتی ہے۔ امام بغویؒ لکھتے ہیں کہ "زَوْجَتِهِ، وَأَصْلُ الْبَعْلِ السَّيِّدُ وَالْمَالِكُ، أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ: أَوْلَى بِرَجْعَتِهِنَّ إِلَيْهِمْ" [66] یعنی بیوی کے لیے شوہر سردار اور مالک کی حیثیت رکھتا ہے، اسی لیے وہ طلاق رجعی میں رجوع کا زیادہ حقدار ہے۔

- **درجہ سے مراد شوہروں کا حقِ رجوع**

اس آیت کی تفسیر میں سید قطبؒ درجہ سے مراد شوہروں کا حقِ رجوع لیتے ہیں کیونکہ طلاق رجعی میں وہ اپنی مطلقہ بیوی کو اپنی زوجیت میں لوٹانے کے زیادہ حق دار ہیں۔ اور شوہر کو حق رجوع اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ طلاق کا حق بھی اسی کے پاس ہے۔ وہ بیوی کے حق مراجعت کو بے محل اور سقیم کہہ کر تنقید کرتے ہیں کہ کوئی عورت طلاق کے بعد خود اپنے شوہر کے پاس چلی جائے اور اسے اپنی زوجیت میں لے لے۔[67]

مفتی محمد شفیعؒ نے سورہ بقرۃ کی آیت وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ [68] کو میاں بیوی کے حقوق و فرائض کے ضمن میں ایک شرعی ضابطہ کی حیثیت سے بیان کیا ہے۔ اس آیت کے حوالے سے وہ اسلام کی رو سے بیوی کی حیثیت بیان کرتے ہیں کہ دنیا کی دو اہم چیزیں عورت اور دولت ہیں پھر ان دونوں کے دو پہلو ہیں۔ پہلا یہ کہ عالم کی بقاء اور ترقی کا دار و مدار ان دونوں پر ہے۔[69] دوسرے یہی دو چیزیں فتنہ و فساد کا سبب ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں بیان کردہ ضابطہ حیات کی رو سے

65۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب: إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا، حدیث: 4897، 1994/5

66۔ البغوی، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن / تفسیر البغوی، 300/1

67۔ سید قطب، فی ظلال القرآن (عربی)، 290/1

68۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 228:2

69۔ محمد شفیعؒ، معارف القرآن، 547/1

عورت اور دولت کا ایسا مقام ومعیار متعین کر دیا گیا ہے جو فوائد و ثمرات کا باعث اور فتنہ وفساد سے بچاتا ہے۔[70]

- **قوامیتِ رجال کا سببِ تعلیم و تربیت**

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُم نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَة[71]

"اے اہلِ ایمان! تم خود کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔"

ذیل میں منتخب تفاسیر قرآن کی روشنی میں قوامیتِ رجال کا سببِ تعلیم و تربیت سورۃ التحریم:۶ کی رُو سے پیش کیا جاتا ہے۔

- **انسان پر اپنی اولادوں اور اپنے اہل کو دین، بھلائی اور ضروری آداب سکھانا فرض ہے۔**

امام جصاصؒ نے سورۃ التحریم کی آیت نمبر ۶ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ انسان پر اپنی اولادوں اور اپنے اہل کو دین، بھلائی اور ضروری آداب سکھانا فرض ہے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا[72]

"اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر قائم ہو جائیں۔"

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ[73]

"اور اپنے قریبی رشتے داروں کو (عذاب) سے ڈرائیں۔"

اسی طرح احادیث نبویہ کی روشنی میں اہلِ ایمان سربراہ پر اپنے افراد خانہ کی دنیا و آخرت سنوارنے کے متعلق احکام بیان کیے ہیں۔ گھر کے مسلمان سربراہ سے راعی یعنی نگران کی حیثیت سے آخرت میں اولاد کے بارے میں باز پرس ہو گی، اسی طرح بطور امیر یعنی سردار اور حاکم کی حیثیت سے اپنے گھر کی رعایا کے متعلق جواب دہ ہو گا۔ والد کی طرف سے اپنی اولاد کو سب سے قیمتی تحفہ اچھا نام رکھنا، اچھی تعلیم و تربیت اور نماز کی تلقین کو قرار دیا گیا ہے۔[74]

الکیا ہراسیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں امام جصاصؒ کی طرح اولاد کی تعلیم و تربیت، اوامر و نواہی اور رشتے داروں کو

70۔ محمد شفیعؒ، معارف القرآن، 547/1

71۔ القرآن، سورۃ التحریم، 6:66

72۔ القرآن، سورۃ طٰہٰ، 132:20

73۔ القرآن، سورۃ الشعراء، 214:26

74۔ الجصاص، احکام القرآن، تحقیق، قمحاوی، 5/364-365

آخرت کے عذاب سے ڈرانے کی بات کی ہے۔[75]

علامہ زمخشری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ گناہوں کو ترک کر کے اور فرمانبرداری اختیار کر کے اپنی ذات اور اپنے گھر والوں کو جہنم سے بچایا جائے، اس ضمن میں یہ روایت نقل کرتے ہیں:

رحم الله رجلا قال يا أهلاه صلاتكم صيامكم زكاتكم مسكينكم يتيمكم جيرانكم لعلّ الله يجمعهم معه في الجنة

"اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے کہا اے لوگو! تمہاری نمازیں، تمہارے روزے، تمہاری زکوۃ، تمہارے مسکین، یتیم، تمہارے پڑوسی، تاکہ خدا انہیں جنت میں اپنے ساتھ ملادے۔"

صاحبِ تفسیر کے نزدیک قیامت کے دن لوگوں کو سب سے زیادہ عذاب ان کی جہالت کے سبب ہو گا اور کہا کہ تمہارا اہل یعنی تمہارا خاندان۔ اس لیے خود بھی اور اپنے خاندان کو بھی فائدہ منداور دوزخ کی آگ سے حفاظت کے قابل بنائیں، یہی اپنوں کے ساتھ سب سے بڑی ہمدردی ہے۔[76]

ابن عطیہ کے نزدیک شوہر اور باپ اپنی اور اپنے گھر والوں کی اصلاح و حفاظت وغیرہ کا ذمہ دار ہے۔[77]

اہل و عیال کی دنیا و آخرت کی حفاظت و اصلاح کا ذمہ دار گھر کے سربراہ کو قرار دیا گیا ہے تو اپنی شخصیت کی اصلاح کے ضامن ہر مکلف مرد و عورت انفرادی طور پر بھی ہیں، سربراہ کا کام ہے دین کی اصلاح کے مواقع پیدا کر کے دین کی اصلاح کی تعلیم و تربیت کرنا۔

علامہ قرطبیؒ اس آیت کے مفہوم کو مختلف فقہاء و مفسرین کی آراء کے بیان کے بعد لکھتے ہیں کہ شوہر اپنے نفس کو بچائے اور اس کے اہل اپنے نفوس کو بچائیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ "و رأيت وزوجك في الوغي متقلدا سيفاً و رمحاً"[78] یعنی میں نے جنگ میں تیرے خاوند کو تلوار اور نیزے سے آراستہ دیکھا۔ امام قرطبیؒ کے نزدیک آدمی پر ضروری ہے کہ وہ اطاعت کے ساتھ اپنے نفس کو پاک کرے اور اپنے اہل کی اصلاح اس طرح کرے جس طرح حاکم اپنی رعیت کی اصلاح کرتا ہے۔

امام قرطبیؒ کے نزدیک آدمی پر ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح اطاعت کے ساتھ کرے اور اپنے اہل کی اصلاح اس طرح کرے جس طرح حاکم اپنی رعیت کی اصلاح کرتا ہے۔ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ بعض علماء کے نزدیک قُوٓا أَنفُسَكُم میں

75۔ الکیاہراسي، أحکام القرآن، 425/4-426

76۔ الزمخشري، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، 568/4

77۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز في تفسیر الکتاب العزیز، 333/5

78۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر القرطبیؒ، تفسیر قرطبی معروف بہ الجامع لأحکام القرآن، مترجم: مولانا محمد بوستان، سید محمد اقبال گیلانی، محمد انور گھالوی، شوکت علی چشتی (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2012)، 506/9-508

اولاد بھی داخل ہے کیونکہ اولاد اس کا بعض ہوا کرتی ہے۔اس کی دلیل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

وَلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ [79]

"تم پر کوئی حرج نہیں ہے کہ تم اپنے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے کھاؤ۔"

یہاں باقی رشتہ داروں کی طرح اولاد کا ذکر علیحدہ سے نہیں کیا ہے۔وہ انہیں حلال وحرام کی تعلیم دے گناہ ومعاصی سے بچائے۔اس کے علاوہ دوسرے احکام بھی سکھائے۔[80]

امام بغویؒ کے نزدیک اپنے اہل وعیال کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی تعلیم دینا،اللہ کریم کے احکام پر عمل کرنے،معروف کو اپنانے اور برائی سے رک جانے کی تعلیم دینا،انہیں ادب سکھانا تاکہ ان کی دنیا اچھی ہو اور آخرت میں جہنم سے بچ جائیں یہ ذمہ داری بھی ایک شوہر اور والد کی حیثیت سے مرد پر عائد ہوتی ہے۔[81]

سید قطب اس آیت ربانی کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بندہ مومن پر اپنی اور گھر والوں کی اصلاح کے بارے میں بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ازواج کو اللہ کی بارگاہ رحمت میں استغفار کے ذریعے خود کو آگ سے بچانا چاہیے تاکہ توبہ کا انعام جنت میں باغات کی صورت میں مل سکے۔کیونکہ جہنم کی آگ انتہائی سخت اور وہاں کا منظر اور ماحول دہشت سے بھرپور ہوگا۔[82]

اردو مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ کی ازواج کو عملِ صالح اور اطاعت کا حکم دیا جاسکتا ہے اور نبی کریمؐ اس پر مامور فرمائے گئے ہیں کہ اپنی ازواج کو نصیحت کے ذریعے اعمالِ صالح پر آمادہ کریں تو امت مسلمہ پر تو یہ عمل بجالانا ہر مسلمان گھرانے کے سربراہ پر درجہ اتم ضروری و موکد ہو گیا ہے۔اس لیے اپنے اہل وعیال کو احکامِ الٰہیہ کی تعلیم دینا ضروری ہے۔خود بھی احکامِ الٰہیہ پر عمل کرے اور گھر والوں کو باعمل بنانے کے لیے زبان اور ہاتھ سے کوشش کرنا شامل ہے۔[83]

مندرجہ بالا تفاسیر میں شوہر کو قیام کہا گیا ہے اس لیے بیوی کو ادب اور اللہ کی طرف سے متعین کردہ حقوق سے آگاہی دلانا اس کی ذمہ داری ہے اسی لیے شوہر کو بیوی پر غلبہ حاصل ہے۔وہ اس پر قبضہ وقدرت رکھتا ہے۔کیونکہ وہ بیوی کی حفاظت اور دیگر امور کا ذمہ دار بھی ہے۔شوہر کی معلومات وسیع ہوتی ہیں۔اس کا دائرہ کار وسیع ہوتا ہے۔خوشی غمی،لین دین میں اس کا

79۔القرآن،سورۃ النور،61:24

80۔علامہ قرطبی،تفسیر قرطبی معروف بہ الجامع لاَحکام القرآن(ترجمہ اردو)،508-506/9

81۔البغوی،معالم التنزیل فی تفسیر القرآن/تفسیر البغوی،122/5

82۔سید قطب،فی ظلال القرآن(عربی)،226-225/2

83۔تفصیل کے لیے دیکھیے:محمد شفیعؒ،معارف القرآن،502/2؛مودودیؒ،تفہیم القرآن،30-29/2؛عبدالرحمن کیلانیؒ،تیسیر القرآن، 485/4

تجربہ زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا میل ملاپ معاشرے کے بڑے طبقے کے ساتھ ہوتا ہے، زمانے کے سرد و گرم سے واقفیت رکھتا ہے۔ گھریلو معاملات میں بیوی سے مشورہ کرنا سنت ہے۔ لیکن باہم مشاورت کے بعد شوہر نے بصیرت سے فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ شوہر زیادہ جسمانی طاقت رکھتا ہے۔ عقلی طور پر دل و دماغ دونوں صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کر سکتا ہے۔ وہ گھر کے افراد کے نفقہ کا ذمہ دار ہے۔ کچھ اسباب پر فقہاء کا اتفاق ہے جبکہ کچھ معاملات میں اختلاف رائے بھی موجود ہے۔

3۔ مرد کا ایک درجہ فوقیت

امام کشاف نے اس آیت کی تفسیر میں مرد کی قوامیت کے اسباب کا ذکر کیا ہے جن میں عقل، مضبوطی، عزم، طاقت، تحریر، گھڑ سواری، تیر اندازی، نبوت وغیرہ سر فہرست ہیں اسی طرح حدود و قصاص میں گواہی دینا، میراث میں زیادہ حصہ، نقل و حمل، نکاح میں سرپرستی، طلاق اور رجعت، تعدد ازدواج، مردوں سے نسب کا اجراء اور مالی ذمہ داریاں، یہ سب وہ چیزیں ہیں جو مرد کو ایک درجہ فوقیت دیتی ہیں۔[84]

3.1۔ رجال کی فضیلت و قوامیت کے درجات میں کاملیت کے اصول

ابن عطیہؒ نے فضیلت کے اسباب میں جہاد، وراثت اور دیگر معاملات کا ذکر کیا ہے۔[85] فضیلت کے اسباب میں صداق، فتح، دین میں کمال، عقل، خرچ اور بیویوں پر مسلسل نفقہ کو قرار دیتے ہیں۔ شوہروں کی فضیلت و قوامیت کے درجات میں کاملیت کی بجائے اصولِ ترجیح کو پیش نظر رکھنا بہتر ہے۔[86] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قوامیت، فضیلت، رتبے یا شوہروں کو دی جانے والی ترجیح سے مراد ان پر ڈالی جانے والی ذمہ داری ہے جس کے متحمل صرف شوہر ہی ہو سکتے ہیں، بیویوں پر وہ ذمہ داری نہ ڈالنے میں ان کے لیے آسانی و فارغ البالی کا عنصر شامل ہے۔

- **خرچ نہ دینے کی صورت میں مرد کا قوام ہونا**

امام قرطبیؒ نے مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر میں گیارہ مسائل بیان کیے ہیں جن میں قوام نہ ہونے کے اختلافی فقہی مسئلہ کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ آیا کہ خرچ نہ دینے کی صورت میں مرد قوام نہیں ہو گا؟ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ[87] کو فسخ نکاح کی دلیل کے طور پر لیا ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ نے وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ[88] کی دلیل پیش کر

84۔ الزمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، 505/1

85۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، 305/1

86۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، 47/2

87۔ القرآن، سورۃ النساء، 34:4

88۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 280:2

کے اس صورت کو فسخ نکاح نہیں قرار دیا ہے۔[89]

- **فضیلت کا معیار عقل، دین اور ولایت**

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۴ کی تفسیر میں امام بغویؒ شوہروں کے قوام ہونے کا سبب ان کے تادیب کے اختیار کو قرار دیا ہے کیونکہ قوام کے مفہوم کے مطابق شوہر مصالح دین اور دنیا کے لیے بیویوں پر قوام ہیں اور اس کے مطابق تدبیر و تادیب کے مصالح وابستہ ہیں کیونکہ فضیلت کا معیار عقل، دین اور ولایت کے سبب سے ہے۔ جبکہ دیگر فقہاء کے مطابق شوہر کو بیوی پر قوامیت کے اسباب میں فضیلت جمعہ، فضیلت نکاح، نبوت، مہر کی ادائیگی اور نان و نفقہ کا خرچ کرنا بھی شامل ہیں۔اسی طرح آیت کریمہ کی رو سے شوہر وعظ و نصیحت اور ہجران و ضرب کا مکلف ہے۔اس لیے بیوی کی نافرمانی سے متعلق ظاہری اور علمی دونوں طریقوں سے نافرمانی کے خوف کو دیکھا جائے گا اگر علامات نشوز بد خلقی وغیرہ ظاہر ہوں تو علیحدہ کیا جائے اور اس سے بات بڑھ جائے تو تادیبی کارروائی کی اجازت ہے۔[90]

- **شوہر کی قوامیت اور افضلیت بطور صلاحیت اور ذمہ داری**

سورۃ النساء: ۳۴ کی تفسیر میں صاحبِ تفسیر خاندان کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر، تعمیری منہج، تحفظ کی تدابیر، اہداف اور مقاصد پر اجمالی بیان قلمبند کرتے ہیں:

سید قطبؒ عائلی زندگی بالخصوص خاندان کو اسلامی تحریک کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔اور یہ کہ قرآن مجید ہی مختلف انداز سے تنظیم اسلامی کے اس ابتدائی ادارے کی تنظیم و تعمیر کے لیے قواعد و ضوابط پیش کرتا ہے، اجتماعی لحاظ سے اسلام خدا کا منتخب کردہ نظام ہے، جس کی اساس ابتدائے آفرینش سے منسلک ہے۔ سورۃ النساء کی پہلی آیت میں ہی پوری انسانیت کو مخاطب کر کے فرمادیا گیا ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ۔۔۔ الخ[91]

"اے انسانوں! تم اپنے رب سے ڈرو جس نے ایک جان سے تمہیں تخلیق کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا، پھر ان دونوں سے کثیر تعداد میں مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔"

3.2۔ قوامیت کی مصلحت و حکمت

اللہ سبحانہ و تعالی نے خاص حکمت و مصلحت کے تحت دنیا میں زوجین کو ایک دوسرے پر افضل و مفضول بنا کر فوقیت دی

89۔القرطبی، الجامع لأحکام القرآن/تفسیر القرطبی، 169-168/5

90۔البغوی، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن/ تفسیر البغوی، 611/1

91۔القرآن، سورۃ النساء، 1:4

ہے۔ جس طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دو خاص گھروں میں سے ایک کو بیت اللہ اور قبلہ قرار دے دیا۔[92] اور بیت المقدس کو خاص فضیلت عطا فرمائی۔ اسی طرح شوہروں کی قوامیت و فضیلت میں ان کی کوشش و عمل کا کوئی اختیار ہے نہ ہی اس میں بیویوں کی کسی کوتاہی یا بے عملی کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے شوہروں کی وہبی صلاحیت کے پیشِ نظر ان پر بیویوں کی ذمہ داری ڈال دی ہے۔

جبکہ شوہروں کی قوامیت کی وجہ کسبی و اختیاری ہے کیونکہ شوہر بیویوں پر اپنے اموال خرچ کرتے ہیں، مہر ادا کرتے ہیں، نفقہ کی صورت میں بیویوں کی تمام ضروریات پوری کرتے ہیں لہٰذا ان دو اسباب کی وجہ سے شوہروں کو بیویوں پر قوامیت و حاکمیت دی گئی ہے۔[93]

مفتی محمد شفیعؒ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۴ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ آیت میں شوہروں کی حاکمیت کے دو اسباب سے یہ واضح ہو گیا کہ شوہروں کو قوامیت اور ولایت کا حق زور و غلبہ کی بجائے کام کی صلاحیت و اہلیت کی بنا پر عطا ہوا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً.[94]

"اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری بیویاں تمہاری ہی جنس سے بنائیں تاکہ تم ان سے تسکین پاؤ اور تمہارے مابین مودت و رحمت رکھ دی ہے۔"

هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ.[95]

"وہ (تمہاری بیویاں) تمہارے لیے باعثِ زینت ہیں اور تم ان کے لیے وجہِ زینت ہو۔"

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ۔۔۔ الخ.[96]

"تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں تمہیں اپنی کھیتی میں اپنی مرضی سے جانے کا اختیار ہے، لیکن اپنے لیے آگے بھیجو اور اللہ سے ڈرو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ تم نے (اللہ سے ملاقات کے لیے) اس کے سامنے حاضر ہونا ہے اور مومنوں کے لیے بشارت ہے۔"

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا.[97]

92۔ محمد شفیعؒ، معارف القرآن، 396/4

93۔ محمد شفیعؒ، معارف القرآن، 397/4

94۔ القرآن، سورۃ الروم، 21:30

95۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 187:2

96۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 223:2

97۔ القرآن، سورۃ النحل، 80:16

"اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے لیے تمہارے گھروں کو سکون کی جگہ بنادیا ہے۔"

شوہر کی نگرانی اور افضیلت کو صلاحیت اور ذمہ داری کے حوالے سے دیکھتے ہیں، شوہر کی قوامیت کو بیوی کی نفسیاتی خواہش قرار دیتے ہیں، نیز والد کی قوامیت سے عاری خاندانی ادارے میں افراد خانہ انحراف، نفسیاتی واخلاقی، اعصابی و عملی لحاظ سے ناقص شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اسی طرح بیوی کی اپنی حیثیت گھر کے اندر قائم رہتی ہے قوامیت سے شوہر کی سرپرستی کے باوجود بیوی کی اپنی مضبوط شخصیت بہر حال قائم رہتی ہے، عورت کی ساخت کے اندر بچے کی ضروریات کی تکمیل کی صلاحیت اور تڑپ کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے، اس طرح وہ اپنی مادرانہ ذمہ داریوں کو ادا کرتی ہے جبکہ شوہر تمدنی ذمہ داریوں کو ادا کرکے بیوی بچوں کا بوجھ اٹھالیتا ہے۔[98]

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تخلیق کائنات اور انسان کی تخلیق کے اسلوب میں مماثلت موجود ہے، خاندانی نظام ایک قدرتی نرسری کی مانند ہے جہاں نونہالوں کی جسمانی، ذہنی، نفسیاتی اور اخلاقی نشو و نما کی جاتی ہے، ماں اور باپ بچے کے گرد حفاظتی حصار بناتے ہیں، اس لیے ان دونوں کے درمیان ہم آہنگی، محبت، الفت، پاکیزگی اور مطابقت کا ہونا ضروری امر ہے تاکہ اولاد کی نفسیاتی الجھنوں کو حل کرسکیں۔ یہ عائلی نظام اسلامی عائلی نظام کی ثقافت و تہذیب کی عکاسی کرتا ہے جو مغرب کے مادر پدر آزاد کلچر سے بالکل مختلف اپنی علیحدہ شناخت کا حامل ہے۔

اسلامی عائلی نظام کی بنیاد نکاح کے مقدس رشتے پہ رکھی جاتی ہے، قوامیت کی ذمہ داریوں پر مشتمل یہ بندھن آئندہ نسلوں کی ہمہ پہلو نشو و نما کا ضامن ہے، محض جسمانی شہوت سے بلند تر اعلیٰ وارفع مقاصد کی تکمیل کا فریضہ ہے جس کا تعلق رب کائنات کی مشیت سے جڑا ہوا ہے کہ تمام انسان اپنے رب کی عبادت اور اس کے خوف کی وجہ سے پاکیزگی اختیار کرلیں۔

مفتی محمد شفیعؒ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۴ میں لکھتے ہیں کہ شوہروں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیویوں پر دو اسباب کی بناء پر برتری دی ہے۔ وہی امر یہ ہے کہ بعض کو بعض پر فطری فضیلت دی ہے۔ دوسرا سبب امر مکتسب ہے یعنی شوہروں نے بیویوں پر مہر اور نفقہ کی صورت میں اپنا مال خرچ کیا ہوتا ہے۔ اور خرچ کرنے والے کا ہاتھ اوپر اور بہتر ہوتا ہے۔[99]

شوہروں کی قوامیت محض آمریت و استبداد کے لیے نہیں ہے بلکہ شوہر بھی بحیثیت سربراہ خاندان اپنی زوجہ سے قانونِ شرعی کی رو سے مشاورت کا پابند ہے، صرف اپنی مرضی سے کوئی کام کرنے کی بجائے اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پابند بنایا ہے کہ عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ [100]"گھریلو امور میں زوجہ سے مشورہ کریں۔"

ان احکام پر عمل کی صورت میں بیوی کے لیے شوہر کی حاکمیت کسی ملال کا باعث نہیں ہوگی اور یہ احتمال بھی نہیں رہے

98۔ سید قطب، فی ظلال القرآن (عربی)، 2/770-780

99۔ محمد شفیعؒ، معارف القرآن، 4/395

100۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 2:233

گا کہ شوہروں کی اس فضیلت کی وجہ سے بیویوں پر کوئی ناگوار اثر مرتب ہوں گے۔ اس طرح اللہ سبحانہ وتعالی نے قوامیت کے حکم کی حکمت، وجہ اور مصلحت بھی سمجھا دی ہے۔

دینِ اسلام نے عورت کی زندگی بدل ڈالی، عورت کو بحیثیت انسان عدل وانصاف کا حقدار قرار دیا، بیویوں کے حقوق شوہروں پر اتنے ہی ضروری ہیں جتنے شوہروں کے حقوق بیویوں پر ہیں۔ اسلام نے عورت کو آزاد و خود مختار بنایا اور اپنی جان ومال کا مالک قرار دیا، کوئی ولی تک عورت کو نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا، کسی مرد کو اس کی اجازت کے بغیر اس کے اموال میں تصرّف کا کوئی حق حاصل نہیں ہے، طلاق یا بیوگی کی صورت میں کوئی اس پر جبر نہیں کر سکتا، وراثت میں اس کا حصہ مقرر کر دیا گیا ہے، جبکہ اس پر خرچ ایک عبادت قرار دیا گیا ہے یہاں تک کہ اگر شوہر اس کے حقوق ادا نہ کرے تو اسلامی قانون کی رو سے عدالت اسے حقوق دلائے گی یا فسخ نکاح پر شوہر کو مجبور کر سکتی ہے۔ دوسری طرف بیویوں کو شوہروں کی نگرانی سے آزاد کر دینا فسادِ عالم کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اس کو معاش و گزر بسر کے لیے خود متکفل بنانا بھی اس کے حقوق کی نفی کے مترادف ہے کیونکہ عورت کی جسمانی ساخت یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتی ہے۔ جبکہ گھریلو امور کی ذمہ داری اور بچوں کی پرورش جیسا عظیم الشّان کام ہی اس کی فطرت کے مطابق ہے۔

اسلامی تعلیمات تمام انسانی اصناف کے لیے وارد ہوئی ہیں۔ انسانی معاشروں کی تشکیل تمام انسان مل کر کرتے ہیں۔ عورت و مرد انسان معاشرے کے اہم رکن ہیں کسی ایک کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ دونوں اصناف کے درمیان کوئی مقابلہ یا لڑائی نہیں بلکہ دونوں کا باہمی تعاون ہی انسانی معاشرے کو امن و ترقی کی طرف گامزن کر سکتا ہے۔ عورت و مرد دونوں احکامِ الٰہی کے مخاطب ہیں جو کہ قرآنِ کریم کی آیات سے واضح ہوتا ہے اور دونوں اپنے اعمال کے لیے جواب دہ بھی ہیں۔ اسلام تو انسانی اصناف کی انفرادیت اور تشخص کو اس طرح تحفظ دیتا ہے جس کی مثال کسی دوسرے مذہب یا قانون میں نہیں ملتی۔ انسانی و معاشرتی ضرورت کے پیشِ نظر دونوں اصناف کے دائرہ عمل کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ عورت کی بنیادی ذمہ داری گھر اور بچوں کی پرورش کو قرار دیا گیا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ معاشی، معاشرتی و سیاسی امور میں میں حصّہ نہیں لے سکتی۔

قرآن وسنت اور اسلامی معاشرے کے تاریخی مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ عورتوں نے مردوں کی طرح مختلف شعبہ ہائے زندگی میں خدمات انجام دیں۔ عائلی و خاندانی زندگی جس کی تشکیل نکاح کے ذریعے ہوتی ہے اس میں عورت ایک بنیادی رکن ہے۔ خاندان کی تشکیل و تنظیم اور نشوونما میں عورت بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ جہاں عورت کے کردار کو نظرانداز کر دینے کا مطلب خاندان کی اہمیت کو نظرانداز کر دینے کے مترادف ہے۔ چنانچہ بچوں کی پیدائش، پرورش اور بنیادی تعلیم و تربیت کی ذمہ دار عورت ہی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی نصوص میں جگہ جگہ عورتوں کے حقوق اور ان سے حسنِ سلوک کی تلقین وارد ہوئی ہے۔

قرآنِ کریم انسان کی تمام فطری ضرورتوں کے متعلق احکام فراہم کرتا ہے۔ علم کا حصول بھی انسانی ضرورت ہے جو کہ عورت و مرد دونوں کے لیے برابر اہمیت رکھتی ہے۔ علم کی اہمیت کی طرف قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر اشارہ کیا گیا ہے۔[101] نص قرآنی سے واضح ہوتا ہے کہ علم حاصل کرنا عورت و مرد دونوں کے لیے یکساں اہم ہے۔ علم کے ذریعے انسان کا درجہ بلند ہوتا ہے ورنہ حقوق و فرائض میں تو سب انسان برابر ہیں۔

متعدد احادیث نبویہؐ میں بھی علم کے حصول کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔[102] خاندان کی تعمیر و تنظیم میں عورت کی اہمیت کے پیشِ نظر ماں اور بچے کے حقوق کی وضاحت کی گئی ہے۔ آپؐ کی تعلیمات میں عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی واضح ہدایات موجود ہیں۔[103]

گھریلو معاملات میں بھی شوہر و بیوی نے مل جل کر باہمی مشورے سے امور کو آگے بڑھانا ہوتا ہے۔ آپؐ کی سیرتِ طیّبہ میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ مرد کے قوّام یا سربراہ ہونے کا یہ مفہوم و مطلب نہیں ہے کہ وہ عورت کو خاطر میں نہ لائے اور کسی ڈکٹیٹر یا آمر کی طرح عورت پر اپنا تسلّط قائم کرلے۔ بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح حقوق حاصل ہیں ان پر کسی قسم کا کوئی ظلم و زیادتی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ خواتین کے خلاف ہونے والے ظلم و ناانصافی کا خاتمہ کرنے والا پہلا مذہب اسلام ہی ہے۔ جس نے عورتوں کو تمام حقوق دے کر ان کا شرف و تقدس بلند کیا۔

گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے تو مرد کی ذمہ داری مزید بڑھ گئی ہے کہ اس نے تو اب بیوی کے ساتھ نرمی و محبت کا رویہ رکھنا ہے۔ اور بیوی کے حقوق کا تحفّظ کرنا ہے۔ خاندان کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے ایک مرد کا رویّہ کیا ہونا چاہیے اس حوالے سے ہمیں رہنمائی سیرتِ طیّبہ سے ملتی ہے۔ آپؐ کی ذات کے اندر ہی ہمارے لیے عملی نمونہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

101۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: القرآن، سورۃ التوبہ، 122:9؛ سورۃ المجادلہ، 11:58؛ سورۃ آلِ عمران 18:3؛ سورۃ العلق، 1-5:96؛ سورۃ طٰہٰ، 114:20

102۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الحیاء فی العلم؛ باب ھل یجعل النساء یوم علی حدۃ فی العلم؛ باب التعلیم الرجل امتہ واھلہ؛ أبو عیسی محمد بن عیسی الترمذي، سنن الترمذي، محقق: بشار عواد معروف (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1996)، کتاب العلم، باب اذا أراد اللہ بعبد خیر أفقّھہ فی الدین

103۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: الترمذی، سنن الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأۃ علیٰ زوجھا، حدیث: 1163؛ کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبیؐ، حدیث نمبر: 3895؛ کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء ادب الولد، حدیث: 1952؛ کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی النفقۃ علی البنات والأخوات، حدیث: 1912؛ ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب من أحق بالولد، حدیث: 2276؛ کتاب الطلاق، باب من أحق بالولد، حدیث: 2277